رسالۂ

تجہیز و تکفین

مُرتّبہ

علّامہ نصیرُ الدّین ہونزائی

شائع کردہ

خانۂ حکمت ____ ادارۂ عارف

رسالۂ

تجہیز و تکفین

مرتبۂ

علّامہ نصیر الدّین نصیرؔ ہونزائی

ماخذ: کتابِ دعائمِ الاسلام

شائع کردہ:-

خانۂ حکمت

ادارۂ عارف

17-بی- نُور ویلا

269-گارڈن ویسٹ

کراچی

(پاکستان)

ISW
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

جملہ حقوق محفوظ

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بار اوّل (ایک ہزار) ۱۹۷۵ء

بار دوم (ایک ہزار) ۱۹۸۴ء

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱-	دیباچہ طبع اوّل	۱
۲-	دیباچہ طبع ثانی	۳
۳-	بیماری، عیادت اور احتضار	۶
۴-	موت کو یاد کرنا	۱۴
۵-	تعزیت، صبر اور رونے کی رُخصت	۱۷
۶-	میّت کو غسل دینا	۲۷
۷-	حُنوط اور کفن	۳۵
۸-	جنازہ کے ساتھ چلنا	۳۸
۹-	نماز جنازہ	۴۲
۱۰-	دفن اور قبر	۴۸

دیباچہ طبع اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صلِ علیٰ محمّدٍ واٰلِ محمّدٍ کما تحبّ وترضیٰ

خدائے قادر مطلق اور جوادِ برحق کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کریم کارساز نے اپنی رحمت بے نہایت سے اس بندۂ عاجز و ناتواں کو رسالۂ ہذا کی ترتیب و طباعت اور اشاعت کے لئے توفیق و ہمت عنایت فرمائی۔ یقیناً یہ رب العزت کے دائمی انعامات اور ہمہ رس احسانات میں سے ہے جس کے لئے شکر کرنا ہر دین دار پر فرض ہے

یہ رسالہ جو تجہیز و تکفین کے احکام پر مشتمل ہے۔ کلیتہً اسماعیلی فقہ کی مستند و جامع اور مشہور و معروف کتاب دعائم الاسلام سے لیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے اس کتاب کو اصل دعائم الاسلام عربی سے ترجمہ کر لیا ہے ساتھ ہی ساتھ مذکورہ کتاب کا اردو ترجمہ بھی ملحوظ نظر رہا ہے اور وہ ترجمہ بھارت کے مشہور عالم دین یونس شکیب مبارک پوری نے کیا ہے اور واقعتاً انھوں نے ایک عظیم خدمت انجام دی ہے۔

عربی دعائم الاسلام مصر سے شائع ہوئی ہے۔ وہ عام طور پر دستیاب نہیں ہوتی اور اگر دستیاب ہو بھی آئے تو اس کو پڑھنا اور سمجھ لینا ہر شخص کے بس کی بات نہیں اور یونس شکیب کا اردو ترجمہ جو ہندوستان میں چھپ گیا ہے وہ تو عنقا ہو گیا ہے لہٰذا یہ امر ضروری تھا کہ فقہی مسائل کی اہمیت کے پیش نظر

دعائم الاسلام کے بعض اہم اجزاء الگ الگ کتابچوں کی اور رسالوں کی صورت میں شائع کئے جائیں تاکہ علم کی اشاعت اور حصول کے ہر مرحلے پر سہولت و آسانی مہیا ہوسکے چنانچہ اس سلسلے میں "فصول پاک" کے بعد رسالۂ "تجہیز و تکفین" بذا مرتب ہوکر شائع ہو رہا ہے۔

واضح رہے کہ تجہیز و تکفین کے جتنے امور ضروری ہیں اور جو احکام کتاب و سنت کے مطابق ہیں وہ اس کتاب کی جامعیت سے باہر نہیں اور جو اضافی اور غیر ضروری چیزیں رواجاً بعد میں پیدا کی گئیں۔ ان سے یہاں بحث نہیں۔

بالآخر میں گلگت مرکز کی عقیدت مند مخلص نیکوکار، خدمت گزار اور نامور دنامدار جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنی کریمانہ عادت کے مطابق اس دینی کتاب کے مصارف میں تعاون کیا پروردگار عالم اس قابل قدر اور عزیز جماعت پر ابواب فیوض و برکات ظاہراً و باطناً کشادہ کئے رکھے۔ آمین یارب العالمین!!

فقط جماعت کا علمی خادم

نصیر الدین نصیر ہونزائی

۱۷/۷/۷۵

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دیباچۂ طبع ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علیٰ منہٖ و احسانہٖ

یہ دیکھ کر رسالۂ "تجہیز و تکفین" اب بفضل خداوند تعالیٰ طباعت و اشاعت کے مرحلۂ دُوم میں داخل ہو رہا ہے اس بندۂ ناتوان و خاکسار کو از بس خوشی ہو رہی ہے اس علمی مسرت و شادمانی کا اصل راز جذبۂ شکر گزاری ہے اس لئے کہ علمی خدمت کی یہ پیش رفت پروردگارِ عالم کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ اور یہ حق بات ہے کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت و عنایت نہ ہوتی تو ہم ایسے مفلسوں کے یہاں علم کی کوئی چیز نہ ہوتی۔

مظہر نورِ خدا، آلِ محمد مصطفےٰ، جانشین علیِ مرتضےٰ، مصباحِ ھدیٰ اور سلطانِ باصفا یعنی امام وقت شاہ کریم الحسینی صلوات اللہ علیہ و سلامہ کے ہر مرید اور ہر دوستدار سے بصد عقیدت باخلاص قربان ہو جاؤں! کیونکہ اسی شہنشاہِ علم و حکمت کے مبارک دروازے پر جا کر میں ناچیز سائل اپنی جھولی کو خوب بھر لیتا ہوں اور اس پُر حکمت دریوزہ کی کئی شرطیں ہیں۔ مثلاً عاجزی، انکساری، اظہارِ حاجت اور خاص کر امامِ زمانؑ کے ہر مرید و روحانی فرزند کی حقیقی خیر خواہی اور اگر بدقسمتی سے دل میں عاجزی کی کیفیت نہ ہو اور کسی بھی ایک مومن کی رنجش پوشیدہ پوشیدہ باقی رہے تو یہ سچ ہے کہ باریکیوں اور نزاکتوں کی درگاہ سے درویشی کی روح تہی دامن اور نامراد لوٹتی ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

یہاں اس سوال کا پیدا ہو جانا بعید از قیاس نہیں کہ اصول درویشی یا قانون روحانیت اتنا خاص و باریک اور ایسا نازک کیوں ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت اور لوگوں کی منفعت اسی میں ہے کہ مذہبی زندگی سے متعلق کامیابی کا راستہ ظاہراً و باطناً پل صراط کی طرح سخت مشکل اور انتہائی نازک ہو تاکہ یہ اسی طرح اپنی جانب سے نہایت دشوار بھی ہو اور نور خداوندی کی ہدایت و تائید کے وسیلے سے بہت آسان بھی۔

حقیقی راحت و سکون "انا" میں نہیں بلکہ "فنا" میں ہے اور فنا کے کئی مدارج ہیں۔ اور اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ ہر دانشمند مومن انانیت و خودی کو چھوڑ کر خود کو خاک پائے مومنین قرار دیتا ہے پھر وہ اس پر حکمت عمل کے نتیجے میں خود نمائی کی تلخیوں سے نجات پاتا ہے کیونکہ کبر و فخر جیسی مہلک روحانی بیماری کیلئے کوئی جراثیم کش دوا چاہیئے ورنہ یہ مرض رفتہ رفتہ آدمی کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔

ہمارے مولائے مہربان اور آقائے زماں کی کتنی بڑی عنایت و مہربانی ہے کہ آپؑ نے ان چند سالوں کے اندر اندر علم اسماعیلیت میں ایک عظیم اور دور رس علمی انقلاب لایا جس میں نہ صرف آپکے نامدار ادارے عظیم الشان خدمات انجام دے رہے ہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ امام عالی مقام کے دوسرے مرید بھی کسی نہ کسی صورت میں رضاکاری کر رہے ہیں تاہم اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان کا مرکز اور ہر علاقے کے ذیلی ادارے لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہیں کیونکہ انہوں نے بموجب امر مولانا "مین پادر" کے عنوان سے دینی علم کے ایک لشکر جرار کو تیار کیا ہے جس کا مقصد صرف اور صرف جماعتی سطح پر زیادہ سے زیادہ نور علم کی روشنی پھیلا دینا ہے۔ الحمد للہ کہ اب ہماری نیک

بخت جماعت نے علم و عمل کے ہر میدان میں نمایاں ترقی کی ہے۔

یہ رسالہ جو بڑا اہم اور بہت مفید ہے اس دفعہ ہماری پیاری جماعت کی ضرورت کے پیش نظر "خانۂ حکمت" اور "دائرۂ عارف" کی جانب سے شائع ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہ میرا فرض ہے کہ میں جان و دل سے ان دونوں عزیز اداروں کی گوناگوں خدمات کا شکریہ ادا کروں اور ان کو سراہوں، میرا عقیدہ ہے کہ صدر محترم جناب فتح علی حبیب اور صدر محترم جناب محمد عبدالعزیز گویا دو ایسے عظیم فرشتے ہیں جن کے اس دنیا میں آنے کا سبب سے بڑا مقصد علمی خدمت کو انجام دینا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کی اور دوسرے عملداروں کی خدمات جو جاں نثاری سے کم نہیں، یہ مثال ہیں "خانۂ حکمت" اور "عارف" کا ہر عہدہ دار اور ہر ممبر جہاں کہیں بھی رہتا ہو، حقیقی علم کی خدمت میں فداکار اور جان نثار رہتے ہیں اور ان سب کا زرین اصول یہ ہے "نورِ علم کو حاصل کرو اور پھیلا دو"۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ باقاعدگی سے دینی کتابوں، مقالوں اور علمی خطوط کو پڑھتے ہیں اور حصول علم کے ہر وسیلے سے کام لے کر اپنی مفید معلومات میں گرانقدر اضافہ کر لیتے ہیں۔ انشاء اللہ ہر ہوشمند اسماعیلی دینی علم میں کمال حاصل کرے گا۔

جماعت کا علمی خادم

نصیر الدین نصیر ہونزائی

جمعرات ۲۷ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ
یکم مارچ ۱۹۸۴ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیماری، عیادت اور احتضار

بخار کی حکمت امام جعفر الصادق علیہ السلام آپ کے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام آپ کے آباء کرام علیہم السلام اور حضرت علی صلوات اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم ایک مرتبہ ایک مرد انصاری کی عیادت (بیمار پرسی) کو تشریف لے گئے اس شخص نے آنحضرتؐ سے بخار کی تکلیف کی شکایت کی آپؐ نے فرمایا "اِنَّ الحمّیٰ طھورٌ من ربّ عفور" یعنی بخار خدائے غفور کی طرف سے ایک پاکیزگی ہے یعنی اس سے گناہ دھل جاتا ہے اس شخص نے کہا بل الحمّیٰ تفور بالشیخ الکبیر حتیٰ تحلہ القبور، یعنی نہیں بلکہ بخار ضعیف بوڑھے کو بھون ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کو قبر میں اتار دیتا ہے رسول خداؐ یہ سن کر غصہ ہو گئے اور فرمایا کہ ایسا ہی تمہارے ساتھ ہونا چاہیئے چنانچہ وہ شخص اسی بخار میں مر گیا۔

مریض کا کراہنا امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا کہ مریض کا صبر و تحمل کے ساتھ کراہنا آہ آہ کرنا، نیک اعمال میں شامل کر کے لکھا جاتا ہے اور اگر بے صبری و اضطراب کے ساتھ کراہتا ہے تو اسے بے صبر قرار دیا جاتا ہے۔ جس کے لئے کوئی اجر و صلہ نہیں۔

گناہوں کا کفّارہ موصوف امام علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک دن کا بخار ایک سال (کے گناہوں) کا کفّارہ ہے

جب کسی طبیب نے یہ سنا اور اس کو اس حدیث کا تذکرہ کیا گیا تو اس نے کہا کہ یہ قول طبیبوں کی اس بات کی تصدیق ہے کہ ایک روز کا بخار ایک سال تک جسم کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے۔

خدا کا قید خانہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ بیمار خدا کے قید خانے میں ہوتا ہے اس کے گناہ مٹائے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ عیادت کرنے والوں سے اپنی بیماری کی کوئی شکایت نہ کرے اور جو مومن بندہ بیماری کی حالت میں انتقال کر جاتا ہے وہ شہید ہو جاتا ہے اور یوں تو ہر مومن شہید کا درجہ رکھتا ہے اور ہر مومنہ عورت حور ا ہوتی ہے اور مومن جس موت سے بھی مرے وہ شہید ہے۔ آپ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ۔ (۵۷ : ۱۹)

اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقوں اور شہیدوں کے درجے میں ہوں گے۔

ثوابِ عیادت حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ جب خدا بندے کو کسی مرض میں مبتلا فرماتا ہے تو اس کی بیماری کے مطابق اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مریض کی بیمار پرسی تین دن کے بعد کرنی چاہیئے اور عورتوں پر مریض کی عیادت فرض نہیں ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ

عیادت کرنے والا آدمی مریض کے پاس کوئی چیز کھائے کیونکہ بموجب قانون الٰہی اس کی بیمار پرسی کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور عمرو بن حُریث آپ کی عیادت کے لئے آیا تھا اتنے میں امیر المومنین علی علیہ السلام باہر سے تشریف لائے۔ اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اے عمرو! تم حسینؑ کی عیادت کر رہے ہو مگر دل میں کچھ اور بات ہے؟ مجھے اس امر سے کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی ہے کہ تجھے ایک نصیحت کر دوں وہ یہ ہے کہ رسول خداؐ فرماتے تھے کہ کوئی بندۂ مسلم کسی بیمار کی عیادت نہیں کرتا مگر ستر ہزار فرشتے اس پر صلوات بھیجتے ہیں اگر دن ہو تو غروب آفتاب تک اور رات ہو تو طلوع فجر تک یہ صلوات جاری رہتی ہے۔

امیر المومنین علیؑ سے روایت ہے کہ آپ ایک مرتبہ زید بن ارقم کی عیادت کو تشریف لے گئے زید نے کہا کہ مرحبا ایسے امیر المومنین کو جو عیادت کو آئے ہیں حالانکہ وہ ہم سے ناراض تھے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ یقیناً ایسی کوئی چیز مجھے تیری عیادت سے نہیں روک سکتی تھی آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مریض کی عیادت کو اس نیت سے جاتا ہے کہ خدا کی رحمت حاصل ہو جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے تو وہ اسی وقت جنت کے پھل چننے کی کیفیت میں ہوتا ہے جب تک کہ مریض کے پاس بیٹھا رہے اور جب اس کے پاس سے نکل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس روز اپنے فرشتوں میں سے ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرماتا ہے جو اس شخص پر رات تک صلوات بھیجتے رہتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرے تو وہ اسی وقت جنت کے پھل چننے کی کیفیت میں ہوتا ہے تاوقتیکہ اس کے پاس بیٹھا رہے جب اس کے پاس سے چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار

فرشتوں کو مقرر فرماتا ہے جو اس شخص پر صبح تک صلوات بھیجتے رہتے ہیں پس مجھے شوق پیدا ہوا کہ ایسے ثواب کے لئے جلدی کروں۔

استقبالِ قبلہ

امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خداؐ خاندان عبدالمطلب میں سے ایک شخص کے گھر اس وقت تشریف لے گئے جب کہ وہ حالت نزع میں تھا۔ اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ تھا آپ نے فرمایا اس کو قبلہ رخ کردو کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو فرشتے اس کی طرف متوجہ ہوجائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اپنا چہرہ مبارک اس کی طرف کردے گا پھر اس کو اسی طرح رکھا جائے حتیٰ کہ اس کی روح قبض ہوجائے۔

حضرت مولانا علی صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ امر فطرت میں سے ہے کہ جب مریض نزع کے عالم میں ہو تو اسے قبلہ کی طرف لٹا دیا جائے۔

کلمہ شہادت وغیرہ

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی مسلم میت کے پاس اس کی موت سے قبل جاؤ تو اس کو کلمۂ شہادت کی تلقین وتفہیم کرو یعنی اس کے پاس "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" کو اس طرح پڑھے کہ وہ اسے سن کر ساتھ ساتھ پڑھنے کی کوشش کرے۔

اگر کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت دونوں پڑھے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں اور اسماعیلیت میں مناسب ہے کہ شہادت یا شہادتین کے بعد ائمہ اطہار علیہم السلام کے اسمائے گرامی جامۂ حاضر کے نام مبارک تک پڑھے جائیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ محتضر یعنی مرنے والے کے سر کے پاس آیۃ الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیتوں (یعنی اللّٰہ لا الٰہ سے لے کر خٰلدون تک) کا پڑھنا مستحب ہے اور یہ آیت پڑھی جائے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (۷ : ۵۴)

پھر سورۂ بقرہ کی یہ آخری تین آیتیں پڑھی جائیں :- لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۟ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ○ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ○ (۲ : ۲۸۶) اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ حَضَرَ اَجَلُہٗ فَسَہِّلْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَاَخْرِجْہُ اِلٰی رِضَاءٍ مِّنْکَ وَالرِّضْوَانِ وَلَقِّہٖ الْبُشْرٰی وَاغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُکَ (اگر لڑکی ہے تو کہے ھٰذِہٖ اَمَتُکَ) اِنْ کَانَ بَقِیَ اَجَلُہٗ وَرِزْقُہٗ وَاَثَرُہٗ فَعَجِّلْ شِفَاءَہٗ وَعَافِیَتَہٗ ۔) اگر عورت ہے تو جہاں جہاں یہ علامت "+" ہے وہاں "ھا" کی ضمیر تانیث پڑھی جائے)۔

خاتمہ بالخیر

ابوذر غفاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں رسول خدا صلعم کے پاس اس بیماری کے وقت موجود تھا جس میں آپؐ نے رحلت فرمائی تھی۔ آنحضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! میرے قریب آؤ تاکہ میں تمہارا سہارا لے کر بیٹھوں چنانچہ میں آپؐ کے قریب ہوا تو آپ نے میرے سینے کا سہارا لیا۔ لیکن جب امیر المومنین تشریف لائے تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! اٹھو علیؑ اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ پس علیؑ بیٹھ گئے اور آنحضرتؐ نے ان کی چھاتی کا سہارا لیا۔ پھر حضورؐ مجھ سے فرمانے لگے کہ یہاں میرے سامنے بیٹھو جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ خوب یاد رکھو کہ جس شخص کی زندگی کا خاتمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے کلمہ شہادت پر ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جس کا خاتمہ کسی محتاج کو کھانا کھلانے کی حالت میں ہو، وہ بھی جنت میں داخل ہوگا جس کا خاتمہ فریضہ حج کے سلسلے میں ہو وہ بھی داخل جنت ہوگا۔ جس کا خاتمہ عمرہ کی حالت میں ہو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص کا خاتمہ راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے ہو وہ بھی جنت میں جائے گا اگرچہ تھوڑی ہی دیر جہاد کیا ہو آپ نے باقی حدیث بیان فرمائی۔

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

جنّت کی بشارت

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب موت کے وقت مومن کی زبان بند ہو جاتی ہے تو اس وقت رسول خدا صلعم اس کی دائیں طرف تشریف لاتے ہیں اور بائیں طرف امیرالمومنینؑ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اس کے بعد رسول خدا صلعم اس مومن کو فرماتے ہیں کہ اے مرد مومن تم جس چیز کے امیدوار تھے وہ تمہارے سامنے موجود ہے اور تم کو جس چیز کا خوف تھا اس سے محفوظ ہو۔ اس کے بعد جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ پھر اس کو دکھا کر کہا جائے گا کہ جنت میں یہ تیرا مقام ہے۔ اگر تم دنیا میں واپس ہو جانا چاہتے ہو تو وہاں بھی تمہارے لئے دنیاوی سونا اور چاندی کے ڈھیر ہوں گے۔ اس وقت مرد مومن کہے گا کہ مجھے دنیا کی کوئی ضرورت نہیں اس وقت اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ اور پیشانی سے پسینہ جاری ہونے لگے گا۔ اس کے دونوں ہونٹ سکڑ جائیں گے۔ اس کی ناک کے دونوں نتھنے پھیل جائیں گے۔ اور بائیں آنکھ میں آنسو آجائے گا۔ جب تم یہ علامتیں دیکھو تو انہی پر اکتفا کرو کہ وہ جنتی ہے۔ آپ نے باقی حدیث بھی بیان فرمائی آپ نے فرمایا کہ اس کی تصدیق کے لئے خدا کا یہ ارشاد ہے۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (۱۰: ۶۴)

ان کے لئے دنیا ہی میں جنت کی بشارت ہے

موت کی سختی و آسانی میں حکمت

رسول خدا صلعم سے روایت ہے آپ[۵] نے فرمایا کہ جس بندے کے لئے جنت میں مقام ہو وہ معمولی اور ذرا سی آزمائش کے سبب سے اس درجے پر نہیں پہنچ سکتا۔ یہاں تک کہ اس کی موت آجائے اور جب وہ آخری وقت تک اس درجے پر

فائز نہیں ہو سکتا تو اس کی موت سخت کردی جاتی ہے پس وہ اس درجے پر پہنچ جاتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی کبھار ملک الموت کو امر فرماتا ہے کہ وہ مومن کی جان کو کچھ وقت کے لئے کھینچتے اور چھوڑتے رہے تاکہ اس کو آسان طریقے سے قبض کیا جائے مگر لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس کی جان سختی سے نکل گئی اور اللہ تعالیٰ بسا اوقات عزرائیل کو حکم دیتا ہے کہ وہ کافر کی جان نکالنے میں سختی سے کام لے تو اس کی جان وہ ایک ہی جھٹکے میں کھینچ لیتا ہے جس طرح کہ لوہے کی سیخ پر لنے اونی کپڑے سے کھینچ لی جاسکتی ہے۔

موت کو یاد کرنا

جنازہ کی خدمت امام جعفر الصادق ، امام باقرؑ آپ کے آبار کرام اور حضرت علی صلوات اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جب تم کو جنازہ کی طرف بلایا جائے تو جلدی سے جاؤ کیونکہ جنازہ تم کو آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر ایک شخص کو بیک وقت جنازہ اور ولیمہ کی دعوت ہو تو ان دونوں میں کس کو قبول کرنا چاہیئے آپ نے فرمایا کہ جنازہ کے امور میں شرکت کرے کیونکہ جنازہ کے امور میں حاضر رہنے سے موت اور آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اور دعوت ولیمہ میں شرکت ان دونوں سے غافل بنا دیتی ہے۔

دنیاوی حرص سے چھٹکارا رسول اللہ صلعم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے انصار میں ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں موت کو یاد کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ موت کی یاد تمہیں دنیاوی امور کی نگرانی سے چھڑا دے گی۔

آنحضرتؐ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ "ھاذم اللذات" کو کثرت سے یاد کرو۔ عرض کیا گیا کہ اے رسول خدا صلعم ہاذم اللذّات سے کیا مراد ہے؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہاذم لذات (دنیاوی لذتوں کو نیست و نابود کرنیوالی) موت ہے مومنوں میں سب سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار وہ ہے جو موت کو ان سب سے زیادہ یاد کرتا ہے اور ان سب سے بڑھ کر اس کے واسطے تیاری کرتا ہے۔

ہوشیار شخص حضور اکرمؐ صلعم نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے پوچھا

کہ لوگوں میں سب سے زیادہ ہوشیار شخص کون ہے۔ انھوں نے کہا کہ خدا اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص موت کو سب سے زیادہ یاد کرے اور اس کے لئے سب سے زیادہ تیاری کرے۔

دنیا سے بے رغبتی

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے بعض اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیوں کہ جو شخص موت کو جس قدر زیادہ یاد کرتا ہے وہ اس قدر زیادہ دنیاوی معاملات سے بے رغبت ہو جاتا ہے۔

مومن کا گلدستہ

رسول مقبول صلعم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا کہ موت مومن کا گلدستہ ہے نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ موت میں دو قسم کی راحت ہے۔ ایک راحت وہ ہے جو خود مرنے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو مرنے والے کو نہیں بلکہ دوسرے کو حاصل ہوتی ہے چنانچہ جس مرنے والے کو راحت حاصل ہوتی ہے۔ وہ نیکوکار بندہ ہے جو دنیا کے غم اور عبادت و ریاضت سے فراغت و راحت پا کر آخرت کی نعمتوں کو حاصل کرتا ہے اور جس شخص کی موت سے دوسرے کو راحت ہوتی ہے وہ فاسق و فاجر آدمی ہے کہ اس کے مرجانے سے اعمال لکھنے والے دونوں فرشتوں کو فراغت و راحت ملتی ہے۔

آخرت سے غافل ہو جانے کا نتیجہ

رسول اکرمؐ سے روایت کی گئی ہے آپؐ فرماتے تھے کہ خبردار رہو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان مسرور و شادمان رہتا ہے اور وہ نہیں سمجھتا کہ آخرت کے معاملے میں اسے نقصان ہو چکا ہے وہ کھانے پینے اور پہننے میں مشغول رہتا ہے حالانکہ

خدا کی طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

انسان، حیوان اور موت

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو احمق نہ بنایا ہوتا تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا اور اگر جانوروں کو معلوم ہوتا کہ وہ مرنے والے ہیں جیسا کہ تم انسانوں کو معلوم ہے تو وہ بھی تمہارے لئے موٹے تازے نہ ہو سکتے

اپنی موت کا باور نہ کرنا

آپ نے فرمایا کہ میں نے کوئی ایسا ایمان نہیں دیکھا جو یقین کے درجے تک پہنچ چکا ہو لیکن وہ پھر بھی شک سے ملتا جلتا ہو سوائے اس انسان کے جو ہر روز مردوں کو الوداع کرتا ہے اور ان کو قبروں تک پہنچاتا ہے لیکن پھر بھی دنیا کے فریب کی طرف متوجہ رہتا ہے اور شہوتوں اور لذتوں سے نہیں رکتا۔ پس اگر بفرض محال ابن آدم مسکین کا کوئی گناہ اور حساب نہ بھی ہوتا اور صرف موت ہی ہوتی جو اس کی جمعیت کو بکھیر دیتی ہے اور اس کی اولاد کو یتیم بناتی ہے تو پھر بھی اسے مناسب تھا کہ موت کی انتہائی سختی سے ڈرتا رہے ہم تو موت سے غافل رہتے ہیں۔ اس قوم کی طرح جس کو گویا موت آنے والی ہی نہیں اور دنیاوی خواہشات کی طرف اس قوم کی طرح مائل ہوتے ہیں جس کو نہ حساب کی امید ہے اور نہ عذاب کا ڈر۔

زیادہ عقلمند

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ایک مرتبہ رسول خدا صلعم سے پوچھا گیا کہ کون سے مومنین زیادہ عقلمند اور ہوشیار ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو موت کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور اس کے لئے خوب تیاری کرتے ہیں! ایسے ہی مومنین زیادہ عقلمند اور ہوشیار ہیں۔

تعزیت، صبر اور رونے کی رخصت

جبرائیل اور اہل بیت

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب رسول خدا صلعم کا وصال ہوگیا تو اہل بیت کرام کے پاس ایک آنے والا آیا وہ حضرات اس کی آواز سن رہے تھے مگر اس کا جسم ان کو نظر نہیں آتا تھا پس اس نے کہا کہ:

السّلام علیکم اھل البیت و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۞ (۳، ۱۸۵)

ہر مصیبت کے وقت خدا کے لئے صبر سے کام لینا چاہیے ہر مرنے والا اپنے پیچھے جانشین چھوڑ جاتا ہے۔ لہٰذا خدا سے امید رکھو اور صرف اسی کی عبادت کرو اور یقین جانو کہ مصیبت زدہ دراصل وہی ہے جو ثواب سے محروم ہے اور تم پر سلام اور خدا کی رحمت اور برکات ہیں۔

پھر امام جعفر الصادق سے پوچھا گیا کہ اے فرزند رسولؐ! آپ حضرات اہل بیت کے خیال میں وہ بولنے والا کون تھا؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہم اہل بیت اسے جبرائیل خیال کرتے ہیں۔

صبر کا موقع

امام جعفر الصادق، امام محمد باقر آپ کے آباء کرام اور

حضرت علی صلوات اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم ایک عورت کے نزدیک سے گزرے جو ایک قبر پر رو رہی تھی آپ نے اس سے فرمایا کہ اے عورت تم صبر کرو اس عورت نے آپ سے کہا کہ اے مرد تم اپنی راہ لو کیونکہ یہ میرا فرزند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے رسول خداؐ اس عورت کو چھوڑ کر آگے تشریف لے گئے اور وہ عورت آپ کو نہیں پہچانتی تھی۔ جب اس کو بتایا گیا کہ وہ تو رسول خدا صلعم تھے یہ سن کر وہ عورت اٹھ کھڑی ہوئی اور حضورؐ کی تلاش کرنے لگی یہاں تک کہ آپؐ کے پاس جا پہنچی اور عرض کی کہ اے رسول خداؐ میں اس وقت حضورؐ کو نہیں پہچانتی تھی آپ فرمائیے کہ اگر میں صبر کروں تو مجھے اس کا اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا اجر و ثواب پہلے صدمے کے ساتھ ہے یعنی مصیبت کے پہنچتے ہی صبر اختیار کرنے سے اجر ملتا ہے۔ نہ کہ رونے دھونے کے بعد صبر کرنے سے

اِسترجاع اور صبر

امام جعفر الصادق سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار چیزیں ہوں گی وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ وہ کلمۂ شہادت لا الہ الا اللہ میں گناہوں سے پناہ لیتا ہو اگر خدا احسان کرے تو الحمد للہ کہے، اگر کوئی گناہ کرے تو استغفر اللہ کہے اور اگر کوئی مصیبت پہنچے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون کہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جزع (بے صبری) سے بچو کیونکہ اس سے امید ختم ہو جاتی ہے، عمل میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور فکر و غم میں انسان گرفتار ہو جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ مصیبت کے لئے چارہ کار دو طرح سے ہو سکتا ہے وہ یہ کہ جس معاملہ میں کوئی تدبیر کام آ سکتی ہو تو تدبیر کرو اور جس میں کوئی تدبیر کام نہ آ سکے تو صبر پہ لازم رہو۔

آپ نے فرمایا کہ صبر کا درجہ ایمان میں ایسا ہے جیسے کہ سر کا درجہ جسم میں۔

آگ سے بچانے کا ذریعہ

رسول خدا صلعم سے روایت کی گئی ہے آپؐ نے فرمایا جس شخص کے تین فرزند انتقال کر جائیں اور وہ اس سے اجر و ثواب کی توقع کرے تو اس کے یہ فرزند اس کو آگ سے بچانے کا ذریعہ بن جائیں گے رسول اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر کسی کے دو بچے انتقال کر جائیں تو؟ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی ایسا ہی ذریعہ بن جائیں گے۔

صاحب ایمان کی نشانیاں

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آپؐ انصار کے کچھ لوگوں سے دوچار ہوئے جو ایک گھر میں بیٹھے ہوتے تھے۔ آپؐ نے انکو سلام کیا اور کھڑے کھڑے ان سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کس حال میں ہو؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم ہم سب اہل ایمان ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس صاحب ایمان ہونے کی کوئی نشانی ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں، آپ نے فرمایا اس کو پیش کرو۔ انصار نے کہا کہ ہم راحت کے وقت خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مصیبت میں صبر کرتے ہیں۔ اور قضا پر راضی ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان کو فرمایا کہ تب تو تم ٹھیک کہتے ہو۔ یقیناً تم اہل ایمان ہو۔

صبر کا صلہ

پیغمبر خدا صلعم سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دنیا بطور قرض عطا فرمائی ہے پس جس شخص نے اس دنیا سے تھوڑا سا حصہ لے کر اس پر صبر کیا تو خداوند تعالیٰ اس کو اس کے عوض تین ایسی بہترین چیزیں عطا کرے گا کہ ان میں سے اگر ایک چیز بھی خدا اپنے فرشتوں کو دیتا تو وہ خوش ہو جاتے وہ تین چیزیں درود، رحمت اور ہدایت ہیں جیسا کہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ
رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۲/۱۵۵-۱۵۷

اور (اے رسولؐ) ایسے صبر کرنیوالے مومنوں کو خوشخبری دیدو کہ جب ان پر
کوئی مصیبت آپڑی تو بے ساختہ بول اٹھے ہم تو خدا ہی کے ہیں اور ہم اسی کی
طرف لوٹ کر جانے والے ہیں کہ انھیں لوگوں پر ان کے پروردگار کی طرف سے
صلوات اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

ام سلمہ کا قصہ

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب ابوسلمہ بن عبدالاسد کا انتقال ہوگیا تو اس کی بیوی ام سلمہ نے اس پر جزع وفزع کیا۔ اس وقت آنحضرت صلعم نے اس سے فرمایا کہ اے ام سلمہ تم اس طرح سے دعا کرو۔

اللھم اعظم لی اجری فی مصیبتی وعوضنی خیرًا منھا۔

یا اللہ! تو مجھے اس مصیبت کا بہت بڑا اجر وثواب عطا فرما اور اس کا بہترین عوض مجھے عنایت کردے۔

اُم سلمہ نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم، ابوسلمہ ایسا مجھے کہاں سے ملے گا۔ لیکن آنحضرتؐ نے پھر وہی فرمایا جو کچھ آپؐ نے پہلے کہا تھا ام سلمہ نے بھی اپنی وہی پہلی بات کہی حضور اکرمؐ نے تیسری دفعہ وہی ہدایت فرمائی اس وقت ام سلمہ نے اپنے جی میں کہا کہ میں نے رسول خدا صلعم کی بات تین مرتبہ رد کردی آخر کار اس نے رسول خدا صلعم کی ہدایت کے مطابق دعا کی۔ پس پروردگار عالم نے اس کو ایک ایسا شخص عطا فرمایا جو ابوسلمہ سے بہتر تھا۔ یعنی ام سلمہ آنحضرت صلعم کے عقد میں آئیں۔

سب سے بڑا سانحہ

رسول اکرم صلعم سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا کہ میرے بعد اگر تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو اس وقت جو مصیبت اسے میری وفات سے پہنچی ہے اس کو یاد کرے کیوں کہ اس کو میری وفات سے جو مصیبت پہنچی ہے وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

تعزیت میں نصیحت

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب مسلمان کسی مسلمان کو تعزیت (ماتم پرسی) کرے اور اس وقت ایک ذمی (دارالسلام میں جزیہ دے کر رہنے والا غیر مسلم) موجود ہو تو "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھے اور موت وآخرت وغیرہ کا تذکرہ کرے آپؑ نے فرمایا کہ اسی طرح تمہارا کوئی ذمی پڑوسی کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو اس کے نزدیک بھی یہی کہو اور اگر وہ ذمی تم کو کسی میت کی تعزیت کرے تو اس کو "ھداک اللہ" کہو یعنی خدا تم کو ہدایت دے۔

آنحضرتؐ کی کیفیت ابراہیمؑ کی وفات پر

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب رسول اکرمؐ کے فرزند جناب ابراہیمؑ کا وصال ہو گیا تو آنحضرت صلعم نے مجھے غسل کا حکم دیا پس میں نے ان کو نہلایا اور آنحضرتؐ نے ان کو کفن پہنایا اور حنوط لگایا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے علیؑ میت کو اٹھا کر لے چلو پس میں جنت البقیع کی طرف لے آیا اور آنحضرت صلعم نے نماز جنازہ پڑھائی پھر آپ نے جنازے کو قبر سے نزدیک کیا اور مجھ سے فرمایا کہ اے علیؑ تم قبر میں اترو میں جب قبر میں اترا تو آپ نے جنازے کو قبر میں جھکا دیا۔ جب آپؐ نے جنازے کو قبر میں اترتے دیکھا تو آپؐ رو پڑے اور تمام مسلمان

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

رسول اللہ صلعم کو دیکھ کر رونے لگے۔ حتیٰ کہ مردوں کی آواز عورتوں کی آواز سے بھی بلند تر ہوگئی۔ اس وقت رسول اللہ صلعم نے ان کو سختی کے ساتھ رونے سے منع فرمایا اور کہا کہ آنکھیں آنسو بہائیں اور دل رنجیدہ و مغموم ہو لیکن ہم ایسی بات نہ کہا کریں جس سے پروردگار ناراض ہو۔ اے ابراہیم ہم تمہاری وفات سے مصیبت میں پڑ گئے اور ہم تم پر محزون ہیں پھر آپ نے قبر کو ہموار کر دیا۔ اور اپنا ہاتھ سرہانے رکھ کر انگوٹھے کو مٹی میں دھنسا دیا۔ اور یہ دعا پڑھی۔ بسم اللہ ختمتھا من الشیطان ان یدخلہا "۔ یعنی خدا کے نام سے میں نے اس بات کی مہر لگا دی کہ شیطان تمہارے پاس داخل نہ ہو آپ نے باقی حدیث تفصیل کے ساتھ بیان کی تھی۔

آنحضرتؐ کی رحلت کے وقت فاطمہ زہراؑ

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلعم پر نزع کا وقت آیا تو آپؐ پر غشی طاری ہوگئی اس وقت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام رونے لگیں جب آنحضرتؐ کو ہوش آیا تو اس وقت جگر گوشۂ رسولؐ اپنی زبان اقدس سے یہ فرما رہی تھیں کہ اے رسول اللہ آپؐ کے بعد ہمارا پرسان حال کون ہوگا۔؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میرے بعد تم (یعنی اہل بیت) کو کمزور و ناتوان سمجھا جائے گا۔

واویلا کرنے کی ممانعت

امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ اپنے کسی فرزند کے انتقال پر رو پڑے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم آپؐ خود رو رہے ہیں حالانکہ آپؐ ہم کو رونے سے منع فرماتے ہیں۔؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں نے تم کو رونے سے کبھی منع نہیں کیا ہے میں نے تم کو نوحہ کرنے یعنی پکار کے چلا کے رونے اور واویلا کرنے سے منع کیا ہے

یہ رونا ایک قسم کی رقت اور رحمت ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ جس کے دل میں چاہے پیدا کر دیتا ہے اور خدا جس بندے کو چاہے رحم کرتا ہے اور یقین کرو کہ خدا صرف اپنے نرم دل اور رحیم بندوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

رونے کی رخصت

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مصیبت کے وقت رونے کی رخصت دی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جان کو مصیبت پہنچتی ہے آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور وعدے کی گھڑی قریب ہے پس تم اپنے منہ سے ایسی بات کہو جس سے خدا خوش ہو اور بیہودہ باتیں منہ سے نہ نکالو۔

آہ کا نعرہ مارنا

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آہ کا نعرہ مارنا اور خراٹے لینا شیطان کا کام ہے۔

زندوں کی باتوں سے مُردوں کو عذاب

جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اے رسول خدا صلعم! عبداللہ بن رواحہ بیماری کی وجہ سے بارگراں ہو چکا ہے۔ آپؐ اٹھے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ ہم اور آپ عبداللہ بن رواحہ کے پاس پہنچ گئے۔ آنحضرتؐ نے اس کو بے ہوشی کے عالم میں پایا وہ کچھ سمجھ نہیں سکتا تھا خواتین نالہ و فریاد کر رہی تھیں۔ آنحضرتؐ نے اس کو تین مرتبہ آواز دی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تو آپ نے یہ دعا کی:

اَللّٰھم عبدک ان کان قد قضیٰ اجلہ ورزقہ واثرہ فالی جنّتک ورحمتک وان لم یقض اَجَلَہٗ ورزقہ واثرہٗ فعجل

شفاء و دعا فیت -

"اے الٰہی! تیرا بندہ ہے اگر اس کا وقت پورا ہو چکا ہے اور آب ودانہ ختم ہوا ہے تو اس کو اپنی جنت اور رحمت کی طرف لے جا اور اگر اس کی مدت عمر پوری نہیں ہوئی ہے اور آب ودانہ باقی ہے تو پھر اس کو جلد شفا اور عافیت عطا فرما۔

اتنے میں کسی نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! عبداللہ بن رواحہ کے لئے یہ تعجب کی بات ہے کہ اس نے اکثر جہاد میں بغرض شہادت اپنے کو پیش کیا تھا مگر اس کو شہادت کا درجہ نصیب نہیں ہوا۔ اور آج وہ اپنے بستر پر انتقال کر رہا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت میں کون لوگ شہید کہلاتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! شہید تو وہ ہے جو میدان جنگ میں فرار ہوئے بغیر قتل ہو جائے آپؐ نے فرمایا کہ پھر تو میری امت کے شہید بہت تھوڑے ہیں۔ یقیناً وہ شخص شہید ہے جس کا تم نے ذکر کیا۔ لیکن شہید وہ بھی ہے جو طاعون (پلیگ) سے مرا ہو۔ شہید وہ بھی ہے جو پیٹ کے عارضہ سے مر جائے شہید وہ بھی ہے جو کسی مکان، دیوار وغیرہ کے گرنے سے مر جائے۔ شہید وہ بھی ہے جو پانی میں ڈوب کر مر جائے اور وہ عورت بھی شہید ہے جو بچہ پیٹ میں لئے مر جائے یا جو کنواری مر جائے لوگوں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہؐ کوئی عورت پیٹ میں بچہ لئے کیسے مر جاتی ہے آپؐ نے فرمایا کہ جب بچہ پیٹ میں ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ وہاں سے چلے آئے اتنے میں عبداللہ بن رواحہ کو جب کچھ افاقہ ہوا تو آنحضرت صلعم کو خبر دی گئی۔ آپؐ پھر ٹھہر گئے اور آپؐ نے عبداللہ

بن رواحہ سے فرمایا کہ اے عبداللہ ابھی ابھی تم نے جو کچھ دیکھا ہے بیان کرو کیوں کہ تم نے بڑے عجائب دیکھے ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ اے رسول خدا صلعم! میں نے ایک ایسا فرشتہ دیکھا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کی ایک قمچی تھی جس میں سے شعلے بھڑک رہے تھے۔ جب ان عورتوں میں سے کوئی چیخنے والی چیخ کر "اے میرے پہاڑ یعنی پشت پناہ" کہتی تو وہ فرشتہ قمچی سے میرے سر کی طرف اشارہ کرتا اور کہتا کہ کیا تو ہی اس عورت کا پہاڑ یعنی آسرا ہے؟ میں کہتا کہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے پس وہ قمچی کو ہٹا لیتا اور کوئی چیخنے والی چیخ کر "اے میرے عزت والے" کہتی تو وہ فرشتہ میرے سر کی طرف قمچی سے اشارہ کرتا اور کہتا کہ کیا تو ہی اس عورت کو عزت دینے والا ہے میں کہتا کہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے پس وہ فرشتہ قمچی کو ہٹا لیتا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عبداللہ نے سچ کہا ہے۔ اے لوگو! تمہارے ان مردوں کا کیا حال ہوگا جو تمہارے زندہ لوگوں کی باتوں سے تکلیف میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔

ایک وصیت

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے اپنی وفات کے وقت یہ فرمایا کہ میرے انتقال پر کوئی شخص اپنے رخساروں پر تھپیڑ نہ مارے اور نہ کوئی گریبان چاک کیا جائے۔ اگر کوئی عورت اپنا گریبان پھاڑے گی تو جہنم میں اس کے لئے ایک کھڈا کھودا جائے گا۔ وہ جتنا زیادہ گریبان چاک کریگی اتنا زیادہ بڑا کھڈا کھودا جائے گا۔

عورتوں سے نوحہ نہ کرنیکی بیعت

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے عورتوں سے اس امر کی بیعت لی تھی کہ وہ ہرگز ہرگز نوحہ نہ کریں گی۔ نہ اپنے رخساروں کو نوچیں گی اور

نہ خلوت میں نامحرموں کے ساتھ بیٹھیں گی۔

جاہلیت کے اثرات

امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کے یہ تین کام لوگوں کے درمیان قیامت تک باقی رہیں گے۔ ستاروں سے بارش مانگنا، ذات پات میں طعنہ زنی کرنا اور مردوں پر نوحہ کرنا۔

نوحہ ممنوع ہے

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے رفاعہ بن شداد کو جو شہر اہواز میں آپ کا قاضی تھا ایک خط میں یہ لکھا کہ اے رفاعہ خبردار تم جس شہر کا بھی سلطان ہو وہاں کسی میّت پر نوحہ نہ ہونا چاہیئے۔

کونسی آواز ملعون ہے

علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلعم نے فرمایا دو آوازیں ملعون ہیں ان سے خدا بغض وعداوت رکھتا ہے۔ مصیبت کے وقت واویلا کرنے کی آواز اور دولت وراحت کے موقع پر گانے بجانے کی آواز۔

میّت کو غسل دینا

امام جعفر الصادق آپ کے پدر بزرگوار امام باقر آپ کے آبا۔ کرام اور حضرت علی صلوات اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے مجھ کو یہ وصیت کی تھی کہ میں آپؐ کے غسل کی ذمہ داری لوں۔ پس جاننا چاہیئے کہ مولا علیؑ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو غسل دیا تھا۔ حضرت امیر المومنینؑ غسلِ رسول اللہؐ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

آنحضرتؐ کو غسل دینے کی کیفیت

جب میں آنحضرتؐ کو غسل دینے لگا تو میں نے بیت الشرف کی ایک جانب سے کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے علیؑ آنحضرتؐ کے جسم اطہر سے قمیض نہ اتارو پس میں نے آپؐ کو قمیض کے ساتھ غسل دیا اور میں آپؐ کو غسل دے رہا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ ایک اور ہاتھ محسوس کیا جو آپؐ کے جسم مبارک پر کام کر رہا تھا چنانچہ جب میں نے حضورؐ کو پلٹا تو اس میں میری مدد کی گئی جب میں نے آپؐ کو منہ کے بل لٹانا چاہا تاکہ آپ کی پشتِ مبارک کو غسل دوں تو مجھے آواز آئی کہ حضورؐ کو منہ کے بل نہ لٹاؤ پس میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پہلو پر لٹا کر پشت مبارک کو غسل دیا۔

حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت نے مجھے اس امر کی وصیت فرمائی کہ میں آپؐ کو غسل دوں اور میرے ساتھ کوئی دوسرا غسل نہ دے تو میں نے اس وقت رسول اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپؐ کا جسم مبارک

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بھاری ہے ،میں تنہا آپؐ کو نہیں پلٹ سکوں گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جبرائیل تمہارے ساتھ میرے غسل میں شریک ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو پانی کون دے گا۔؟ آپؐ نے فرمایا کہ فضل (ابن عباس) تم کو پانی دے گا۔ لیکن تم اس سے اتنا ضرور کہہ دینا کہ وہ اپنی دونوں آنکھوں پر پٹی باندھ لے کیونکہ تمہارے سوا جو بھی میرے ستر کی طرف دیکھے گا وہ اندھا ہو جائے گا۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ فضل بن عباس آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے امیر المومنین علیہ السلام کو پانی دیتے تھے اور علیؑ و جبرائیل علیہ السلام رسالت مآبؐ کو غسل دے رہے تھے۔

تین غسل

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے آنحضرتؐ کو تین مرتبہ غسل دیا تھا، ایک غسل ایسے پانی سے جس میں حرض یعنی اُشنان کی گھاس ڈالی گئی تھی۔ دوسرا غسل اس پانی سے جس میں ذریرہ (ایک قسم کی خوشبو) اور کافور ڈالا گیا تھا اور تیسرا غسل سادہ پانی سے اور یہ آخری غسل تھا۔ حُرض یا اُشنان ایک خاص قسم کی گھاس ہے جس سے ہاتھ اور کپڑے دھوتے ہیں اس کو جلا کر سجی (ﷺنجار نشقوی) بناتے ہیں۔ اس کا بر وششکی نام صبون شقہ ہے۔ یہ گھاس اور درخت سدر (بیری) بیری کی پتیاں دونوں میّت کے غسل میں مستعمل تھیں مگر بعد میں البتہ سدر کے پتے زیادہ استعمال ہونے لگے۔

میّت کی خدمت کا عظیم ثواب

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس مرد مسلم نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو بغیر کسی کراہت کے غسل دیا۔ اس کی شرمگاہ پر نظر ڈالی اس کی کسی برائی کا ذکر نہیں کیا اس لئے

جنازے کے ساتھ چلا اس پر نماز پڑھی۔ اور اس کی تدفین میں وقت صرف کیا۔ ایسا مسلمان بندہ جب وہاں سے چلے گا تو اپنے گناہوں سے خالی ہو جائے گا۔

جُنُب اور حائض میت کو غسل نہ دیں

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ

- جنابت اور حیض وار دونوں کسی بھی میت کو غسل نہ دیں۔

شوہر کا بیوی کو غسل دینا

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰؑ نے فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کو غسل دیا تھا کیوں کہ خاتون جنت نے اس امر کی وصیت فرمائی تھی۔

امیر المومنین سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا کہ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے مجھے اس بات کی وصیت کی تھی کہ ان کو میرے سوا کوئی اور غسل نہ دے اور اسما بنت عمیس مجھے پانی ڈالے

- امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ سے پوچھا گیا کہ آیا کوئی مرد اپنی عورت کو غسل دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ کپڑے کے اوپر سے غسل دے۔

بیوی کا شوہر کو غسل دینا

امام موصوف سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ جب کسی عورت کا شوہر انتقال کر جائے تو وہ اس کو غسل دے سکتی ہے مگر قصداً اس کی شرمگاہ کو نہ دیکھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب میرے جد امجد

امام زین العابدین علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو اس وقت میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جب آپ کی زندگی میں آپ کی شرمگاہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا ناپسند کرتا تھا۔ تو اب آپ کے انتقال کے بعد میں کس طرح اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکتا ہوں؟ پس آپ نے کپڑے کے نیچے ہاتھ ڈال کر آپ کو غسل دیا۔ اور آپ کی ام ولد کو بلایا انہوں نے بھی آپ کے ہاتھ کے ساتھ اپنا ہاتھ شریک کر دیا اور آپ کو غسل دیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام کا انتقال ہوا تو میں نے بھی اسی طرح سے آپ کو غسل دیا تھا۔

ام الولد وہ لونڈی ہے جس کے ہاں مالک کے نطفے سے کوئی بچہ پیدا ہو چکا ہو۔

جب میت کو غسل دینے کے لئے کوئی محرم نہ ہو

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسا مرد عورتوں کے درمیان انتقال کر جائے جس کو ان عورتوں میں سے کوئی محرم نہ ہو اور اسی طرح کوئی ایسی عورت مردوں کے درمیان مر جائے جس کو (کپڑوں کے نیچے) غسل دینے کے لئے کوئی محرم نہ ملے تو ان دونوں کو بغیر غسل کے دفن کر دیا جائے۔

یہاں امام عالی مقام کی رائے گویا یہ ہوئی کہ میت کو غسل دینا تو واجب تھا۔ لیکن جب ایک ناجائز ذریعے کے بغیر اس کی تعمیل ممکن نہیں ہوتی۔ تو جو کچھ واجب تھا وہ خود بخود ساقط ہو گیا۔

شہید کے متعلق حکم

امام موصوف علیہ السلام سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ جو شہید اپنی شہادت گاہ پر ہی جاں بحق ہو چکا ہو۔ اس کو اپنے کپڑوں ہی میں دفن کر دیا جائے۔ اور اس کو غسل نہ دیا جائے

اور اگر اس میں معمولی سی جان باقی رہی ہو اور اسی حالت میں شہادت گاہ سے منتقل کر دیا۔ پھر اس کا انتقال ہو جائے تو اس کو غسل دیا جائے پھر کفنایا اور دفنایا جائے

آپ نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے امیر حمزہ علیہ السلام کو ان کپڑوں میں دفن کیا تھا جن میں وہ شہید ہوئے تھے۔ اور صرف ایک چادر کا اضافہ کیا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جنگ بدر میں جو مسلمان شہید ہو گئے ان کے جسموں سے پوستینوں کو آنحضرتؐ نے اتروا لیا تھا ان کو پہنے ہوئے کپڑوں میں دفن کر دیا تھا اور ان پر نماز پڑھی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ شہید کے جسم سے پوستین، جوتے، ٹوپی، پگڑی، کمر پٹہ (کمر بند) اور پاجامہ اتار لئے جائیں بشرطیکہ ان میں خون نہ لگا ہو اور اگر ان میں سے کسی چیز میں خون لگا ہو تو اسے نہ اتارا جائے اور اس کے ساتھ کوئی چیز گرہ لگائی ہوئی نہ رکھی جائے مگر کھول کر۔

جو ڈوب کر مرے

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص پانی میں ڈوب کر مر گیا ہو اس کو غسل دیا جائے۔

جو جل کر مرے

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص جل کر مر گیا ہو اسے جب غسل دیا جائے تو اس میں اوپر سے صرف پانی ڈالا جائے۔ یعنی ہاتھوں سے اس کے جسم کو نہیں ملنا چاہیئے۔

غریق

امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص پانی میں ڈوب کر مردہ جیسا بے حس ہو جائے تو اس کو ایک دن اور ایک

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

رات رکھ کر دفن کیا جائے۔

زندہ درگور سے احتیاط

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ جس شخص پر آسمانی بجلی گر پڑی ہو اس کو تین دن سے پہلے دفن کیا جائے۔ مگر یہ ہے کہ اس کی موت کی علامتوں کا پورا یقین ہو چکا ہو۔

تدفین میں تاخیر نہ ہو

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کا انتقال دن کے پہلے حصے میں ہو جائے تو اس کا قیلولہ (دوپہر کو سونا) اس کی قبر میں ہونا چاہیئے۔ اور اگر دن کے آخری حصے میں انتقال کر جائے تو اس کی رات قبر میں گزرنی چاہیئے۔

ایک ہی غسل کافی ہے

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں انتقال کر جائے تو اس کو ایک ہی غسل دینا کافی ہے اور حائضہ کو بھی ایک ہی غسل کافی ہے (نیز جو عورت نفاس کی حالت میں مر جائے اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ اس کو صرف میت کا غسل دیا جائے گا)

میت کو غسل دینے کی کیفیت

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میت کو تین مرتبہ غسل دینا چاہیئے ایک غسل تو پانی اور سدر (بیری کی پتیوں) سے دیا جائے۔ دوسرا غسل کافور ملے ہوئے پانی سے دیا جائے اور تیسرا غسل سادہ پانی سے دیا جائے اور ہر غسل جنابت کے غسل کی طرح ہونا چاہیئے۔ چنانچہ پہلے میت کو اسی طرح وضو کرایا جائے جیسے نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے پھر میت کے سارے بدن پر پانی بہایا جائے۔ اور اس کو پہلو پر لٹایا جائے مگر بٹھایا نہ جائے اور نہ منہ کے بل گرایا جائے کیوں کہ اگر میت کو بٹھایا گیا تو اس کی کمر ٹوٹ جائے گی اس لئے

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

میت کو باری باری دونوں پہلوؤں پر لٹا کر اس کی پیٹھ کو دھونا چاہیے اور اسی حال میں سارے بدن پر ہاتھ پھیرنا چاہیے جس طرح کہ جنابت دار شخص اپنے تمام جسم کو دھو لیتا ہے۔

امام موصوف علیہ السلام نے فرمایا کہ میت کو غسل دیتے وقت اس کی ناف سے لے کر دونوں گھٹنوں تک ازار (پاجامہ) بنائی جائے۔ اور اس کے نیچے سے پانی بہایا جائے اور غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر ایک کپڑا لپیٹ کر اس کو ازار کے نیچے داخل کرے۔ اور اس کی شرمگاہ اور ستر کے تمام حصے کو جو ازار کے نیچے ہے دھوئے۔

اگر میت کا کوئی جزو گر جائے

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر میت سے کوئی چیز گر جائے جیسے بال، گوشت، ہڈی وغیرہ تو ایسی چیز کو اس کے ساتھ کفن میں رکھ کر دفن کر دینا چاہیے۔

دعائم الاسلام عربی حصہ اول ص ۲۳۱ میں ہے کہ جو شخص میت کو غسل دے وہ اس کام سے فارغ ہو کر غسل کرے اس کا یہ غسل فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔

نیت غسل

میت کو غسل دیتے ہوئے نیت کرنا ضروری ہے نیت کسی بھی زبان میں جائز ہے مثلاً اُغَسِّلُ هٰذَا الْمَيِّتَ بِمَآءِ السِّدْرِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ جب کافور کے پانی سے میت کو غسل دے رہا ہو تو کہے اُغَسِّلُ هٰذَا الْمَيِّتَ بِمَاءِ الْكَافُوْرِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ جب خالص پانی سے غسل دے رہا ہو تو یوں کہے اُغَسِّلُ هٰذَا الْمَيِّتَ بِمَاءِ الْخَالِصِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اگر میت عورت کی ہے تو هٰذَا الْمَيِّتَ کی جگہ هٰذِهِ الْمَيِّتَةَ کہے۔

اگر نیت فارسی میں ہو تو اس طرح کہے: غسل می دہم این میت را بآب سدر

قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ دوسرے غسل میں کہے غسل میدہم این میت را بآب کافور قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
تیسرے غسل میں اس طرح نیت کرے: غسل میدہم این میّت را بآب خالص قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اگر اردو میں نیت کرنی ہے تو اس طرح سے کرے: غسل دیتا ہوں اس میت کو آب سدر (یا آب کافور یا آب خالص) سے قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔

واضح رہے کہ غسل میت کی نیت کے لئے کتابوں میں مختلف کلمات مذکور ہیں ان میں سے کوئی کلمہ مخصوص نہیں اس میں صرف خدا کی نزدیکی یا خوشنودی کی نیت لازمی ہے۔

حنوط اور کفن

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب میت کو غسل دینے والا غسل دے کر فارغ ہو جائے تو اس کو ایک کپڑے سے پونچھے اور اس کے سجود کے اعضاء یعنی پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ دونوں زانو اور دونوں پیروں پر کافور اور حنوط (خوشبو) لگائے اور اس میں سے کچھ آنکھیں، کانوں، منہ، داڑھی اور چھاتی پر لگا دے۔ عورت اور مرد کا حنوط یکساں ہے۔

امام جعفر الصادق، آپ کے پدر بزرگوار امام باقر آپ کے آباء کرام اور حضرت علی صلوات اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ آپ حنوط کے لئے مشک (کستوری) کی آمیزش میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

میت کے لئے دھونی

امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ کسی میت کو زعفران اور ورس (ایک قسم کی گھاس جس سے رنگائی کا کام لیا جاتا ہے) سے حنوط نہ لگایا جائے۔ آپ میت کو دھونی دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس کے کفن کو اور اس جگہ کو جہاں اسے غسل و کفن دیا جائے دھونی دی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کسی میت کے پیچھے پیچھے دھونی لے کر چلنا مکروہ سمجھتے تھے البتہ کفن کو دھونی دینی چاہیئے۔

اگر کوئی حالت احرام میں مر جائے

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو حج

بیت اللہ کے لئے احرام باندھے ہوئے انتقال کر گیا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کے کھلے ہوئے سر کو ڈھانک دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ عمل کیا جائے جو ایک بغیر احرام کی میت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مگر خوشبو کو اس کے قریب نہ کیا جائے۔ (یعنی اس کو کافور کے پانی سے غسل نہ دیا جائے۔ نہ اس کو کوئی حنوط ملا جائے اور نہ اس کے کفن وغیرہ کو کوئی دھونی دی جائے)

کفن میں تین کپڑے

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے آنحضرتؐ کو تین کپڑوں میں کفن دیا تھا۔ دو کپڑے صفافات عمان کے بنے ہوئے تھے (یعنی قمیض اور لفافہ) اور ایک یمنی چادر تھی۔ ان کے علاوہ ازار اور عمامہ تھا۔

امام جعفر الصادقؑ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کفن میں بہترین تین کپڑے ہیں۔ ایک بغیر بٹن کا اور بغیر سلا ہوا کرتا۔ ایک چادر اور ایک تہبند۔ صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ میں ان کو تین کپڑوں میں کفن دوں۔ ایک یمنی چادر جس میں آپ جمعہ کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک اور کپڑا (یعنی تہبند) اور ایک قمیض۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میت کو تہبند اور عمامہ پہنانا ضروری ہے۔ لیکن یہ دونوں کفن میں شمار نہیں ہوتے ہیں اور میت کو تین کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے اس میں کوئی چیز مخصوص اور فرض نہیں ہے۔

عمامہ، ران پیچ اور روئی کا استعمال

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک ایسے شخص نے جو میتوں کو غسل دیتا تھا۔ آپؑ سے پوچھا کہ میت کو کس طرح عمامہ پہنایا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اعرابی کے عمامہ کی طرح سے میت کو عمامہ نہ پہناؤ لیکن عمامہ کو درمیان سے پکڑ کر میت کے سر پر پھیلا دو اور داڑھی کے نیچے سے گزار کر عمامہ پہناؤ اور عمامہ کے

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

دونوں سروں کو میت کے سینے پر ڈال دو اور اس کی دونوں کوکھ پر تہبند کی طرح ایک کپڑا (یعنی ران پیچ) باندھو مگر اس کو ڈھیلا باندھو اور مقعد کے نیچے روئی رکھ دو تاکہ اس میں سے کوئی چیز خارج نہ ہو۔ عمامہ اور کوکھ سے بندھا ہوا کپڑا یعنی ران پیچ کفن میں شمار نہیں کفن تو وہی ہے جس میں میت کے جسم کو کفنایا جاتا ہے۔

ریشمی کفن کی ممانعت

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میت کو ریشمی کپڑے میں کفنانے سے منع فرمایا ہے۔

اوڑھنی اور غیر سفید کفن

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میت کی مقعد میں روئی لگا دو تاکہ اس میں سے کوئی چیز باہر نہ نکلے فرج پر اور دونوں پیروں کے درمیان بھی روئی رکھی جائے۔ اگر میت عورت ہو تو اس کے سر پر اوڑھنی اوڑھائی جائے اور اگر مرد ہو تو اس کے سر پر عمامہ باندھا جائے۔ ائمہ اطہار علیہم السلام نے کفنوں میں غیر سفید کی بھی اجازت و رخصت دی ہے۔ حضرت علی (صلوٰت اللہ علیہ وعلی الائمۃ من ولدہ) سے منقول ہے کہ آنحضرت نے حضرت حمزہ علیہ السلام کو اون کی سیاہ دھاری دار چادر میں کفنایا تھا۔

امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اسامہ بن زید کو سرخ چادر میں کفن دیا تھا۔

کفن، قرض اور میراث

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میت کے مال میں سے اول کفن خریدا جائے پھر قرض ادا کیا جائے پھر اس کی وصیت پوری کی جائے۔ اور اس کے بعد میراث تقسیم کی جائے۔

جنازے کے ساتھ چلنا

اسلام میں پہلا تابوت

امام جعفر الصادق آپ کے پدر بزرگوار امام باقر آپ کے آباء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ رسول اکرمؐ نے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کو یہ بھید بتایا کہ میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے مجھے ملوگی ۔ جب آنحضرتؐ کا انتقال ہوگیا اور لوگ مبتلائے غم ہوگئے تو سیدہ عالم فاطمہ زہراؑ علیہا السلام بستر سے لگ گئیں ان کا جسم نحیف و نزار ہو کر سایہ کے مانند ہوگیا ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صرف ستر دن تک زندہ رہیں ۔ جب انتقال کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے اسماء بنت عمیسؓ سے فرمایا کہ میں مردوں کے کندھوں پر مکشوف حالت میں کس طرح اٹھائی جاؤں گی میرے جسم میں صرف ہڈیاں اور کھال باقی رہ گئی ہے ۔ جب میں سریر (جنازہ) پر رکھ کر اٹھائی جاؤں گی ۔ تو کس طرح سے لوگ میرے جثہ کو دیکھیں گے ! اسماء بنت عمیس نے کہا کہ اے جگر گوشۂ رسولؐ اگر آپ پر قضائے الٰہی صادر ہوگئی تو میں آپ کے لئے ایک ایسی چیز بناؤں گی ۔ جیسے میں نے شہر حبشہ میں دیکھی تھی ۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ وہ نعش تابوت ہے جسے تختۂ جنازے کے اوپر رکھا جاتا ہے اور یہ میت کو اس طرح چھپاتا ہے کہ میت نظر ہی نہیں آتی جگر گوشہ رسولؐ نے فرمایا کہ میرے لئے بھی نعش (تابوت) بنا دینا جب آپ کا انتقال ہوگیا تو اسما بنت عمیس نے ان کے لئے نعش (تابوت) بنایا تھا بس یہ پہلا تابوت تھا جو اسلام میں اٹھایا گیا ۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعش یعنی تابوت پر خوشبو لگانے سے منع فرمایا ہے۔

تابوت پر رنگ برنگ کا کپڑا نہ ڈالا جائے

علی مرتضیٰؑ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ ایک ایسے تابوت کو دیکھا جس کو سرخ، سبز اور زرد دوپٹوں سے مزین کیا گیا تھا۔ پس آپ کے امر سے انھیں اتارا گیا تھا۔

امیر و غریب کی قبر یکساں ہو

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آخرت کا پہلا عدل (یعنی مساوات) قبریں ہیں کیونکہ ان قبروں میں سونے والوں کے متعلق کوئی پتہ نہیں چلتا کہ شریف کون ہے اور رذیل کون ہے۔

جب قریب سے کوئی جنازہ گزرے

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے پاس سے جنازہ گزر رہا تھا وہ لوگ کھڑے ہو گئے، آپ نے انہیں اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ یہ حکم ایسے لوگوں کے لئے ہے جن کے پاس سے جنازہ گزر جاتا ہے اور وہ اس کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہیں کرتے ہوں لیکن جو شخص جنازے کے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اٹھ کر جنازہ کے ہمراہ چلے اور جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جائے اس وقت تک نہ بیٹھے۔

امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ ایک مرتبہ جنازہ کے ہمراہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے وہ لوگ اٹھنے لگے، آپ نے ان کو منع فرمایا اور آپ چلتے رہے جب قبر کے پاس پہنچے تو آپ وہاں رک گئے اور ابوہریرہ اور ابن الزبیر کے ساتھ بات چیت کرنے لگے

یہاں تک کہ جنازہ زمین پر رکھا گیا۔ اس وقت آپ بیٹھ گئے اور دوسرے لوگ بھی بیٹھ گئے۔

جنازہ لے جانے میں سست رفتاری نہ ہو

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ جنازہ کو سرعت سے لے جاؤ آہستہ آہستہ نہ لے جاؤ۔

جنازہ کو کندھا دینا

علیؑ مرتضیٰ سے منقول ہے آپ سے پوچھا گیا کہ آیا ہر اس شخص پر جنازہ کو کندھا دینا واجب ہے جو جنازہ کے ساتھ ساتھ ہے آپ نے فرمایا کہ واجب تو نہیں مگر بہتر ہے پس جو شخص چاہے تو پکڑے اور جو نہ چاہے تو نہ پکڑے۔

جنازہ کو کسی سواری میں اٹھانا

امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے جنازہ کو سواری کے جانور پر اٹھانے کی رخصت و اجازت دی ہے مگر ایسا اس وقت کیا جائے جب جنازہ اٹھانے کے لئے کوئی شخص نہ ملے یا کوئی عذر ہو لیکن سنت اور حکم یہی ہے کہ جنازہ کو لوگ ہی اٹھائیں۔

جنازہ کو کندھا دینے کا طریقہ

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ اس عمل کو مستحب سمجھتے تھے کہ جو شخص جنازہ اٹھانے میں مدد کرنا چاہتا ہے۔ وہ تختہ تابوت کی بائیں جانب سے شروع کرے اور جس کے دونوں ہاتھوں میں تختہ کا پایہ ہو۔ اس سے لے کر یہ شخص اپنے داہنے کندھے پر رکھے پھر باری باری سے چاروں طرف گھوم کر پچھلے، داہنے اور اگلے پایہ کے نیچے بھی کندھا دے۔

جنازہ کے پیچھے چلو

امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ تم لوگ جنازے کے پیچھے پیچھے چلو نہ کہ

اس کے آگے آگے، تم اہل کتاب کے بالکل برعکس عمل کرو۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے امیرالمومنین سے پوچھا کہ یا علی! آپ کی صبح کیسے گزری؟ آپ نے فرمایا کہ اس شخص سے بہتر گزری جو نہ کسی جنازہ کے پیچھے چلا نہ کسی بیمار کی عیادت کی۔

جناب مرتضیٰ علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ ابوسعید الخدریؓ نے جنازہ کے ہمراہ چلنے کی بابت پوچھا کہ جنازہ کے آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے؟ آپ نے فرمایا کہ اے ابوسعید! تم جیسا انسان اس قسم کی بات پوچھتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں بخدا مجھ جیسا آدمی اس بارے میں پوچھتا ہے پس علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جنازہ کے پیچھے چلنے والے پر وہی فضیلت ہے جو فرض نماز کو نفل پر ہے ابوسعید نے کہا کہ یہ آپ اپنی طرف سے فرما رہے ہیں۔ یا اس بارے میں آپ نے کچھ رسول اکرمؐ سے بھی سنا ہے؟ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے آنحضرتؐ کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے جو میں نے تم سے ابھی کہا۔

جنازہ کے پیچھے ننگے پاؤں چلنا

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ حصول فضل و ثواب کی خاطر جنازہ کے پیچھے ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔

جنازہ کے پیچھے کوئی عورت نہ جائے

امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ ایک جنازہ کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک عورت پر پڑی جو جنازہ کے پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی آپ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اس عورت کو لوٹا دو چنانچہ وہ لوٹا دی گئی۔ آپ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ سے یہ کہا گیا کہ اے رسول خداؐ وہ عورت تو مدینہ کی دیواروں سے بھی آگے چلی گئی ہے تب آپ وہاں سے چلنے لگے۔

نماز جنازہ

آنحضرتؐ کے جنازہ پر نماز

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے آنحضرتؐ کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت علی علیہ السلام جناب رسالت مآب کو غسل وکفن دے چکے تو اس وقت عباسؓ بن عبدالمطلب آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا کہ اے علی (علیہ السلام) لوگ رسول اللہ پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جمع ہوگئے ہیں اور ان کی یہ رائے ہے کہ آنحضرتؐ کو جنت البقیع میں دفن کر دیا جائے۔ اور ان کی یہ بھی رائے ہے کہ انہیں میں سے ایک شخص رسول خداؐ پر نماز جنازہ کی امامت کرے۔ یہ سن کر امیر المومنین علیہ السلام باہر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمانے لگے کہ اے لوگو! یقیناً رسول خداؐ زندگی اور موت دونوں حالت میں امام ہیں اور اور جو نبی جہاں وفات پاتا ہے اس کو وہیں دفن کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کی رائے کے مطابق عمل ہو، چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام بیت الشرف کے دروازے پر کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ پر نماز جنازہ پڑھی، اور آپ نے دس دس آدمیوں کو آگے کر دیا جو نماز پڑھ کر واپس آگئے۔

اس نماز کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ آفتاب کے غروب اور طلوع کے وقت اور کسی وقت میں بھی نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تو محض استغفار یعنی مغفرت اور بخشش چاہنا ہے۔

نیک عمل کی اہمیت

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب آپ کو کسی جنازے پر نماز پڑھانے کے لئے بلایا گیا تو آپ نے فرمایا ہم تو نماز جنازہ پڑھیں گے لیکن حقیقت میں متوفی کا عمل ہی اس پر نماز پڑھتا ہے۔

چالیس مومنین

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب مومن پر چالیس مومنین نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس کے لئے خوب دعا کرتے ہیں تو ان کی دُعا متوفی کے حق میں مقبول ہوتی ہے۔

سلطان

مولا علیؑ نے فرمایا کہ جب سلطان خود بوقت نماز جنازہ حاضر ہو تو وہ میت کے ولی سے اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس جنازے پر نماز پڑھائے۔

عورت کے خاندان والے

علی مرتضیٰؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص کی بیوی انتقال کر جائے تو کیا وہ خود اس پر نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عورت کے خاندان والوں کو اس کے شوہر سے اس کام کا زیادہ حق حاصل ہے۔

نوزائیدہ بچہ

امیر المومنین سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ اگر بچہ ولادت کے وقت زور سے روئے اور پھر مر جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھنا چاہیئے۔

اگر کوئی بدکار ہو

حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی عورت اور اس کے بچہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی جو زنا کے نتیجے پر زچگی کی حالت میں مر گئی تھی۔ حضور اکرمؐ نے ہر نیک و بد مسلمان پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

اگر جسم کا کوئی حصہ ہو

امیر المومنین نے فرمایا کہ جسم انسانی کے ہر اس حصے پر نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کے جدا ہونے سے انسان مر جاتا ہے۔ (مثلاً جنگ یا کسی اور حادثے کے نتیجے میں ایک انسان کا سر یا سر کا کوئی حصہ ملتا ہے یا کوئی ایسا عضو ملتا ہے جس کے جدا ہونے سے ایک زندہ انسان مر جاتا ہے تو بدن کے ایسے حصے اور عضو پر نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے اور اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ کا کوئی ایسا حصہ مل گیا کہ جس کے کٹ جانے کے باوجود بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے تو ایسے عضو پر نماز جنازہ کا پڑھنا واجب ہیں۔

بیک وقت کئی جنازوں پر نماز

علی مرتضیٰ علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ جب بیک وقت کئی جنازے جمع ہو جاتے تو آپ ان تمام پر ایک ہی مرتبہ نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ اس صورت میں مردوں کے جنازے اپنے سے اور عورتوں کے جنازے قبلہ سے قریب رکھتے تھے۔

اسی طرح جب مردوں، بچوں، ہیجڑوں اور عورتوں کے جنازے جمع ہو جائیں تو مردوں کے جنازے پیش نماز کے قریب رکھیں ان کے قریب بچوں کے جنازے ان کے نزدیک ہیجڑوں کے جنازے اور ان کے پاس عورتوں کے جنازے رکھیں۔

پیش نماز کہاں کھڑا ہو

امیر المومنین سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ جب کسی مرد کے جنازے پر نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ اس کے سینے کے مقابل کھڑے ہوتے تھے۔ جب جنازہ کسی عورت کا ہوتا تو آپ اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوتے تھے۔

جب ایک ہی نماز جنازہ میں مردوں، بچوں، ہیجڑوں اور عورتوں کے جنازے جمع ہو جائیں تو ان کو اس حالت میں رکھیں کہ پیش نماز کے سامنے مردوں اور بچوں کی چھاتیاں، ہیجڑوں

کی گردنیں اور عورتوں کے سر ایک ہی سیدھ میں ہوں۔

اگر طہارت کے لئے پانی نہ ہو

امام جعفر الصادق سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو نماز جنازہ کے وقت بغیر وضو کئے حاضر ہوا در پانی نہ ملتا ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اگر نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو تیمّم کر کے نماز جنازہ پڑھے۔

پانچ تکبیر

امام جعفر الصادق سے روایت ہے کہ آپ نماز جنازہ کی تکبیر میں دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے تھے اور جنازوں پر پانچ مرتبہ تکبیر کہتے تھے۔

ہر تکبیر میں ہاتھوں کو اوپر اٹھانا چاہیئے ملاحظہ ہو: کتاب تاویل دعائم ۲ ص ۶۹)

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے نماز جنازہ کی تکبیروں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جنازوں پر پانچ تکبیریں کہی جائیں کیوں کہ پانچ وقت کی نمازوں سے ایک ایک تکبیر لی گئی ہے۔

نماز جنازہ میں تاخیر سے شامل ہونا

امام موصوفؑ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں اس حالت میں آن ملے کہ کچھ تکبیریں اس سے پہلے کہی گئی ہیں۔ تو وہ ابتدائی تکبیر کہہ کر ان میں داخل ہو جائے۔ اور جب لوگ سلام پھیریں تو وہ اپنی باقی تکبیریں پوری کرلیں پھر سلام پھیرے۔ یعنی جب وہ ان میں داخل ہوتا ہے تو وہ تکبیر کہہ کر پانچ دعاؤں میں سے پہلی دعا شروع کرے۔ اور جب پیش نماز تکبیر کہے تو وہ دوسری دُعا پڑھے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ یہاں تک کہ پیش نماز سلام پھیرے، اب اس کو چاہیئے کہ سلام نہ پھیرے بلکہ اپنی باقی دعاؤں کو پوری کرکے سلام پھیرے

نماز جنازہ کی صورت

اہل بیت اطہار صلوات اللہ علیہم سے یوں تو نماز جنازہ

کے بہت سے الفاظ اور دعائیں منقول ہیں اس صورت حال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی دعا مخصوص نہیں ہے حاصل کلام یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والا پہلے نیت کرے پھر اللہ اکبر کہہ کر خدا جس حمد وثناء کے لائق ہے وہ حمد وثنا کرے۔ اور اس کی تعظیم کرے جیسا کہ اس کی تعظیم کرنے کا حق ہے پھر اللہ اکبر کہہ کر رسول خداؐ اور آپؐ کی آل پاک پر درود بھیجے پھر تکبیر پڑھ کر میت کے حق میں دعا کرے جبکہ مومن ہو۔ اس کے بعد پھر تکبیر کہہ کر تمام مومنین و مومنات کے حق میں دعا کرے۔ پھر آخری تکبیر کہہ کر رسول اللہؐ اور آپ کی آل پاک پر درود بھیجے جس کی صورت ذیل کی طرح ہے/ اگر ہر مرتبہ تکبیر میں مذکورہ تمام باتیں شامل ہوں تو وہ بھی بہتر ہے۔

نماز جنازہ کی نیت

اُصَلِّی صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ خَمْسَ تَکْبِیْرَاتٍ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اَدَآءً مُسْتَقْبِلَ الْکَعْبَۃِ الْحَرَامِ ط

پہلی تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَہْلِ الْمَجْدِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالثَّنَآءِ ط

دوسری تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ط

تیسری تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِہٰذَا الْمُتَوَفّٰی ذُنُوْبَہٗ وَاحْشُرْہُ فِیْ زُمْرَۃِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ ط

اگر عورت ہو تو اس دعا میں صرف اتنی ہی تبدیلی ہوگی لِہٰذِہِ الْمُتَوَفَّاۃِ ذُنُوْبَہَا وَاحْشُرْہَا

چوتھی تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

اَلْاَحْیَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ وَلِیُّ الْحَسَنَاتِ وَغَافِرُ السَّیِّئَاتِ

پانچویں تکبیر:۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی ط

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اگر میت نابالغ ہو تو تیسری تکبیر اس طرح پڑھی جائے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِوَالِدَیْہِ وَلَنَا سَلَفًا وَّخَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا وَّذُخْرًا بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّاهِرِیْنَ

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دفن اور قبر

لحد اور ضریح

امام جعفر الصادق آپ کے پدر بزرگوار آپ کے آباء کرام اور حضرت علی (صلوات اللہ علیہم اجمعین) سے منقول ہے کہ آپ نے آنحضرت کے لئے لحد کھودی تھی اور لحد اس جگہ کو کہتے ہیں جو قبر کے اندر میت کے لئے قبلہ کی دیوار میں بنائی جاتی ہے اور ضریح اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جس کے لئے قبر کے بیچ میں کھودا جاتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام کے لئے بربنائے احتیاج ضریح بنائی تھی۔ کیونکہ آپ کافی جسیم تھے۔

قبر میں کوئی چیز بچھانا

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول خدا کی قبر مبارک میں چادر بچھائی گئی تھی۔ کیونکہ وہ جگہ گیلی اور شورے والی تھی۔

میت کو قبر میں کون اتارے

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عورت کو قبر میں وہی شخص اتارے جس نے اس کو اس کی زندگی میں دیکھا ہو اور وہی شخص دوسرے تمام لوگوں میں اولیٰ ہے کہ اس عورت کی میت کو پیروں کی طرف سے پکڑے اور اگر میت مرد کی ہے تو اس کا قریب ترین رشتہ دار اس کے اگلے حصے کو پکڑ کر اتارے اور مرد کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے فرزند کو خود قبر میں اتارے یہ اس لئے کہ اس پر رقت قلب طاری نہ ہو جائے۔

قبر کی پائینتی

امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ

نے فرمایا کہ ہر گھر کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور قبر کا دروازہ میت کے دونوں پیروں کی طرف ہے لہٰذا اسی طرف سے قبر میں اتارنا اور چڑھنا چاہیے۔

جنازہ کو قبر کے کنارے رکھنا اور قبر میں اتارنا

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ ایک جنازہ میں حاضر تھے آپ نے لوگوں کو فرمایا کہ میت کو قبر کے قبلہ والے کنارے پر رکھیں اور قبلہ رو کر دیں۔ اور اسے ہاتھوں میں لے کر قبر میں اتاریں اور اس کے بعد فرمایا کہ پڑھو:

عَلٰی مِلَّۃِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

قبر پر پردہ کرنا

علی مرتضیٰ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی قبر پر کپڑے کا پردہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور یہ پہلی قبر تھی جس پر کپڑے کا پردہ کیا گیا۔

میت قبر میں رکھنے کا طریقہ

علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بنی عبدالمطلب میں سے ایک شخص کے جنازے میں حاضر تھے جب لوگوں نے میت کو قبر میں اتارا تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ اس کو قبر میں داہنے پہلو پر قبلہ رو رکھو میت کو نہ تو منہ کے بل رکھو اور نہ پشت پر پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا جو قبر میں اترا تھا کہ تم اپنا ہاتھ میت کی ناک پر رکھو تاکہ اس کے قبلہ رو ہونے کا یقین ہو، پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ اب یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ لَقِّنْہُ حُجَّتَہٗ وَصَعِّدْ رُوْحَہٗ وَلَقِّہٖ مِنْکَ رِضْوَانًا

مطلب ہمارے الٰہا! جب فرشتے اس سے پوچھ گچھ کریں گے۔ تو اس میت کو اس کو اپنی حجت یعنی دلیل سمجھا دے اور اس کی روح کو بلند کر لے اور اپنی خوشنودی سے ملا دے۔

اہل بیت اطہار علیہم السلام سے ایسی بہت سی دعائیں منقول ہیں جو میت کو قبر میں رکھتے ہوئے پڑھی جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے لئے کوئی دعا مخصوص نہیں ہے۔

تین مٹھی مٹی

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میت کی تدفین میں حاضر ہوتے تو قبر میں تین مرتبہ مٹھی بھر مٹی ڈالتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپؑ کسی قبر میں مٹی ڈالتے تو یہ دعا پڑھتے تھے :

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا لِرُسُلِکَ وَاِیْقَانًا بِبَعْثِکَ ھٰذَا مَا وَعَدَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔

آپؑ فرماتے تھے جو شخص اس پر عمل کرے گا تو اس کے لئے خاک کا ہر ذرّہ نیکی بن جائے گا

میّت کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر نہ لے جاؤ

امیر المومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے۔ ایک دفعہ آپؑ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ کوفہ سے چند میل کے فاصلے پر دیہات میں ایک شخص انتقال کر گیا تھا۔ پس لوگ اسے اٹھا کر کوفے آئے آپ نے ان لوگوں کو سخت سزا دی اور فرمایا کہ میتوں کو وہیں دفن کر دو جہاں ان کا انتقال ہوا ہے یہودیوں کا عمل اختیار نہ کرو جیسا کہ وہ ہر جگہ سے اپنے مردوں کو بیت المقدس لے جاتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد میں جب انصار اپنے شہیدوں کو اپنے گھروں کی طرف لے جانے کے لئے آگے بڑھے تو اس وقت آنحضرتؐ نے ایک

منادی کو یہ ندا کرنے کا حکم دیا کہ اجسام کو ان کے مقتل میں دفن کر دو۔

چوکور قبر

حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ آپ جب رسول خداؐ کے جسم اطہر کو دفن کر چکے تو آپ نے قبر مبارک کو مربع یعنی چوکور بنا دیا تھا۔

قبر پر نشانی

آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرتؐ جب حضرت عثمان بن مظعون کو دفن کر چکے تو آپ نے ایک پتھر منگا کر قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ ایک نشانی کے طور پر ہے تاکہ میں اپنے اہل قرابت کو یہیں دفن کر سکوں۔

قبر کی گہرائی

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ تین ہاتھ (یعنی تقریباً ۴½ گز) سے زیادہ گہری قبر کھودنا اور قبر سے نکلی ہوئی مٹی کے علاوہ دوسری مٹی قبر پر رکھنا یہ دونوں باتیں مکروہ سمجھتے تھے۔

قبر پر پانی چھڑک دینا

آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرتؐ جب عثمان بن مظعون کی قبر پر مٹی برابر کر چکے تو آپ نے اس پر پانی چھڑک دیا۔

زیارت قبور کی رخصت

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے قبروں کی زیارت کی رخصت دی ہے، آپ نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ سیدۃ عالم جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔ قبر کے پاس کھڑی رہتی تھیں اور ہر سال خواتین کے ساتھ شہدا کی قبروں پر حاضر ہو کر دعا و استغفار کرتی تھیں۔

قبروں کو دیکھ کر سلام پڑھنا

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ جب قبروں کے پاس سے گزرتے تھے تو اس طرح سے تین مرتبہ سلام پڑھتے

یعنی: السَّلامُ عَلَیکُم یَا اَھلَ الدِّیَارِ اَنتُم لَنَا فَرَطٌ وَاِنَّا بِکُم لَاحِقُونَ

قبروں پر چلنا اور انکے پاس ہنسنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے قبروں پر چلنے سے اور ان کے پاس ہنسنے سے منع فرمایا ہے۔

قبر کے پاس مسجد بنانا

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے کسی قبر کے پاس مسجد بنانا مکروہ قرار دیا ہے۔

مصیبت والوں کے پاس کھانا لے جانا

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب کی خبر وفات پہنچی تو آنحضرتؐ نے اپنے اہل بیت سے فرمایا کہ کوئی کھانا پکاؤ اور حضرت جعفر کے گھر والوں کے پاس لے جاؤ جبکہ وہ جعفر کے غم میں مبتلا ہیں۔ اور ان کے ساتھ تم بھی کھانا کھاؤ کیونکہ ان پر ایسی مصیبت آئی ہے کہ وہ اس کی وجہ سے اپنا کھانا خود نہیں پکا سکتے۔

Table of Contents